THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337
Vol.4 No.2 2026

منتخب اردو تفاسیر میں عقیدۂ ختمِ نبوت کی قرآنی تعبیرات :ایک تجزیاتی و تحقیقی مطالعہ

Qur’anic Interpretations of the Doctrine of Finality of Prophethood in Selected Urdu Interpretations: An Analytical and Research-Based Study

Ali Sher
PhD Scholar Islamic studies
Department of Quranic Studies, The Islamia University of Bahawalpur
Email: alisher54300@gmail-com
Dr. Taswar Hussain
Lecturer
Department of Quranic Studies, The Islamia University of Bahawalpur
Email: taswar.hussain@iub.edu.pk

Abstract

This article explores the Qur’anic interpretations of the doctrine of Khatm-e-Nubuwwat (Finality of Prophethood) in selected Urdu tafsirs, including Tafsir-e-Thanai, Tafhim al-Qur’an, Maarif al-Qur’an, Tadabbur-e-Qur’an, Zia-ul-Qur’an, and Tibyan al-Qur’an. The study highlights how classical and contemporary Muslim scholars have derived the concept of the finality of Prophethood from various Qur’anic verses, particularly Surah Al-Ahzab (33:40), along with supporting evidences from other chapters of the Qur’an.

The research adopts a descriptive and analytical methodology to examine linguistic, exegetical, and theological dimensions of the selected commentaries. It demonstrates that the concept of finality of Prophethood is not only rooted in explicit Qur’anic text but is also reinforced through Hadith, scholarly consensus (Ijma), and linguistic analysis of key terms such as “Khatam al-Nabiyyin.”

The findings indicate a strong consensus among classical and modern exegetes that Prophet Muhammad ﷺ is the final messenger of Allah, and no prophet will come after him. The study also emphasizes that this doctrine forms a fundamental part of Islamic belief and has been consistently upheld across all major Urdu tafsir traditions

Keywords: *Finality of Propethood,Khatm-e-Nubuwwat,Urdu Tafsirs,Qur’anic Interpretation,Tafsir-e-Thanai,Maarifal-Qur’an,Tafhimal-Qur’an,Islamic Theology Prophethood in Islam, Qur’anic Studies*

تمہید:

عقیدۂ ختمِ نبوت اسلام کے بنیادی اور مرکزی عقائد میں سے ایک ہے جس کے مطابق حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کسی بھی قسم کی نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو چکا ہے۔ یہ عقیدہ قرآنِ مجید کی متعدد آیات، احادیثِ نبویہ، اور امتِ مسلمہ کے اجماع سے ثابت ہے۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.2 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

اردو تفسیری ادب میں اس عقیدے کی وضاحت نہایت تفصیل اور دلائل کے ساتھ کی گئی ہے۔ مختلف مفسرین جیسے مولانا ثناء اللہ امرتسری) تفسیر ثنائی(، مولانا مودودی) تفہیم القرآن(، مفتی محمد شفیع) معارف القرآن(، علامہ امین احسن اصلاحی)تدبر قرآن(، پیر کرم شاہ الازہری) ضیاء القرآن(، اور علامہ غلام رسول سعیدی) تبیان القرآن (نے اپنی تفاسیر میں آیاتِ ختمِ نبوت کی مختلف جہات سے تشریح کی ہے۔خاص طور پر سورۃ الاحزاب کی آیت 40 کو اس عقیدے کی بنیادی قرآنی دلیل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے، جس میں" خاتم النبیین "کے الفاظ واضح طور پر ختم نبوت کی نشاندہی کرتے ہیں۔ ان تفاسیر میں نہ صرف لغوی و نحوی دلائل بیان کیے گئے ہیں بلکہ احادیث اور اجماعِ امت سے بھی اس عقیدے کو تقویت دی گئی ہے۔

یہ مقالہ انہی منتخب اردو تفاسیر کی روشنی میں آیاتِ ختمِ نبوت کی تشریحات کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے تاکہ اس اہم عقیدے کی علمی و فکری بنیادوں کو واضح کیا جا سکے۔

تفسیر ثنائی اور آیات ختم نبوت:

مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے اپنی تفسیر "تفسیرِ ثنائی" میں ختمِ نبوت کے موضوع کو نہایت وضاحت اور تفصیل سے بیان کیا ہے۔ آپؒ نے سب سے پہلے اس بنیادی حقیقت کو واضح کیا کہ عقیدۂ ختمِ نبوت اسلامی عقائد میں ایک محکم اور غیر متزلزل عقیدہ ہے جسے قرآن و حدیث نے واضح طور پر بیان کیا ہے اور جس پر امتِ مسلمہ کا اجماع ہے۔اس عقیدے کی بنیاد درج ذیل نکات پر ہے:

۱. قرآنِ کریم میں واضح آیات جو بتاتی ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

۲. نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح فرامین جو ختمِ نبوت کی قطعی دلیل ہیں۔

۳. اجماعِ صحابہ و امت جس کے مطابق نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو چکا ہے۔

تفسیر ثنائی کا مقدمہ اور ختم نبوت:

مولانا ثناء اللہؒ امرتسری نے "مقدمہ میں ختم نبوت کے عقیدہ کو بڑی اہمیت دی ہے اور اس کی تائید میں دلائل پیش کیے ہیں۔ ختم نبوت کی تائید میں مولانا صاحب نے مقدمہ میں چار دلائل پیش کیے ہیں جن میں قرآنی آیات احادیث کا ذکر ہے جن کو اسی فصل میں اگے تفصیل سے بیان کیا جائے گا۔ انہوں نے قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ ثابت کیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ یہ عقیدہ نہ صرف مسلمانوں کے ایمان کا حصہ ہے بلکہ اس کی کوئی بھی خلاف ورزی دین اسلام کی بنیادی تعلیمات کے مخالف ہے"۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.4 No.2 2026
ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337

"مولانا نے اس نقطہ پر زور دیا کہ ختم نبوت کا عقیدہ مسلمانوں کے لیے ایک ضروری اور قطعی ایمان ہے، جس کا انکار دین کی اساس کو نقصان پہنچاتا ہے۔ وہ اس موضوع کو اپنی تفسیر میں واضح کرتے ہیں تاکہ اس اہم عقیدے کے بارے میں لوگوں میں کوئی غلط فہمی یا اشتباہ نہ ہو۔ تفسیرِ ثنائی کے مقدمہ میں ختم نبوت کا ذکر ایک اہم فکری اور نظریاتی پہلو ہے جو اس تفسیر کی اہمیت کو مزید بڑھاتا ہے اور اس کے پیغام کو اسلامی عقائد کی مضبوطی سے مربوط کرتا ہے۔"[1] ختم نبوت کے بارے میں سورۃ الاحزاب کی آیات کی تفسیر "**مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِـيْمًا**""[2]

"محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور تمام نبیوں کے خاتم (آخری نبی) ہیں اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے"۔

مولانا ثناء اللہ امر تسریؒ اپنی تفسیر "تفسیرِ ثنائی" میں اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں "کہ یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کو قطعی اور واضح طور پر ثابت کرتی ہے۔" آپؒ نے بیان کیا کہ:

۱. "خاتم النبیین" کے لغوی معنی: "مولانا امر تسریؒ کے مطابق، عربی زبان میں "خاتم" کا مطلب "آخری" ہوتا ہے جس پر کسی چیز کا اختتام ہو۔ اگر "خاتم" کا مطلب "زینت" لیا جائے تو یہ عربی زبان کے اصولوں کے خلاف ہوگا کیونکہ قرآن میں یہ لفظ ہمیشہ اختتام کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔" آپؒ مزید لکھتے ہیں "کہ اگر "خاتم" کے معنی "مہر" کے لیے جائیں تو بھی مہر کا کام اختتام پر لگانا ہوتا ہے نہ کہ کسی چیز کو جاری رکھنے کے لیے۔"

۲. نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی مرد کا حقیقی باپ نہ ہونا: مولانا ثناء اللہ امر تسریؒ نے وضاحت کی "کہ اس آیت کا پہلا حصہ یعنی "**ما كان محمد أبا أحد من رجالكم**" اس بات کو واضح کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا کوئی بیٹا بلوغت کی عمر تک نہیں پہنچا۔ کیونکہ آپ کے بیٹے بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے"

یہ اس بات کی بھی دلیل ہے "کہ نبوت کا سلسلہ وراثت کے ذریعے نہیں چل سکتا بلکہ یہ اللہ کی طرف سے عطا کردہ مقام ہے۔"

---

[1] امر تسری، حضرت مولانا ثناءاللہ، تفسیر ثنائی، مکتبہ قدوسیہ، اردو بازار لاہور، اشاعت، دسمبر ۲۰۰۲ء، ج ا، ص ۶۔۷۔

[2] القرآن الکریم، ۳۳:۴۰۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.4 No.2 2026
ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337

۳. نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر اجماع: آپؒ لکھتے ہیں "کہ تمام صحابہ، تابعین اور مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ "خاتم النبیین" کا مطلب "آخری نبی" ہے۔"" کسی بھی مفسر یا فقیہ نے اس آیت کا ایسا مفہوم بیان نہیں کیا جو ختمِ نبوت کے عقیدے کے خلاف ہو۔"

حدیث کی روشنی میں وضاحت:

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ"۔[3]

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک، رسالت اور نبوت ختم ہو چکی ہے، پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ کوئی نبی۔"

مولانا امر تسریؒ نے اس حدیث کو بطور دلیل پیش کرتے ہوئے واضح کیا "کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود واضح الفاظ میں نبوت کے اختتام کا اعلان کیا ہے اور اس پر امت کا اجماع بھی ہے۔"

امام ابن کثیر اور ختم نبوت:

امام ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"فهذه الآية نصٌّ في أنه لا نبي بعده، وإذا كان لا نبي بعده فلا رسول بعده بطريق الأولى والأحرى؛ لأن مقام الرسالة أخص من مقام النبوة، فإنه يكون كل رسول نبيًّا، ولا ينعكس، فلهذا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إني خاتم النبيين، و إنه لا نبي بعدي."[4]

"یہ آیت اس بات پر واضح دلیل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور جب نبی نہیں آئے گا تو رسول کا آنا تو بدرجہ اولیٰ ممکن نہیں کیونکہ ہر رسول نبی ہوتا ہے لیکن ہر نبی رسول نہیں ہوتا۔ اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

---

[3] ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، کتاب الفتن، باب ذِهَابُ النُّبُوَّةِ، حدیث ۲۲۷۲۔

[4] ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر، تفسیر القرآن العظیم بیروت: دار الفکر، ۱۹۹۸ء، ص ۴۰۶۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.4 No.2 2026
ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337

مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اس قول کو تائید میں ذکر کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہوا ہوتا تو ہر دور میں کسی نہ کسی نبی کا آنا ضروری ہوتا جیسا کہ بنی اسرائیل میں ہوتا رہا۔[5]

تفسیرِ ثنائی میں سورۃ الاَحزاب آیت ۴۰ کی تفسیر نہایت محکم دلائل پر مبنی ہے۔ مولانا امرتسریؒ نے قرآن، لغت، حدیث اور اجماع کی روشنی میں واضح کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کسی بھی قسم کی نبوت کا کوئی امکان نہیں۔ یہ آیت اسلامی عقیدے کی بنیاد ہے اور اس پر تمام امت کا اجماع ہے کہ نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو چکا ہے۔ امام ابن کثیرؒ نے ختم نبوت کے عقیدے کو قرآن و حدیث کی روشنی میں واضح طور پر بیان کیا ہے۔ انہوں نے سورۃ الاحزاب آیت ۴۰ کی تفسیر میں "خاتم النبیین" کا مطلب یہی بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ان کے نزدیک نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا اختتام ہو چکا ہے اور یہ عقیدہ قطعی اور اجماعی ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن مجید برحق ہے:

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ"[6]

"بیشک جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے اور جو کچھ محمد پر نازل کیا گیا وہ حق ہے ان کے رب کی طرف سے، اللہ نے ان کے گناہوں کو دھوڑالا اور ان کے حال کو بہتر کر دیا"

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری نے قرآن مجید کی تفسیر بہت ہی اسان الفاظ میں اور مختصر بیان کی ہے اس آیت کی تفسیر کچھ اس طرح ہے جس میں استدلالی طور پر ختم نبوت کا ذکر ہے "یہاں ایمان سے مراد صرف زبان سے تصدیق کرنا نہیں ہے بلکہ دل و دماغ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو تسلیم کرنا اور اللہ کے نازل کردہ تمام احکام کو سچ سمجھنا ہے۔ اس میں یہ بھی شامل ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو دل و جان سے قبول کرنا اور اس پر عمل کرنا۔ نیک عمل کا ذکر آیت میں کیا گیا

[5] امرتسری، حضرت مولانا ثنا اللہ، تفسیر ثنائی، مکتبہ قدوسیہ، اردو بازار لاہور، ۲۰۰۲ء، ج۳، ص ۶۴-۶۳۔

[6] القرآن الکریم، ۴۷:۲۔

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

ہے یعنی جو لوگ ایمان کے ساتھ ساتھ صالح عمل کرتے ہیں، اللہ ان کے گناہ معاف کرتا ہے۔ تفسیر ثنائی میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ عمل صالح کا مطلب صرف ظاہری عبادات نہیں بلکہ سچے ایمان کے مطابق زندگی گزارنا، اخلاقی وروحانی طور پر پاکیزہ ہونا بھی ہے. تفسیر ثنائی میں اس آیت کے ضمن میں ختم نبوت کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی بنا کر بھیجا ہے اور اس آیت میں اس حقیقت کا بھی اشارہ ہے۔ جو لوگ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت

کو تسلیم کرتے ہیں اور ان پر نازل ہونے والی کتاب (قرآن) کو سچ مانتے ہیں وہ اللہ کی رحمت کے مستحق ہیں"[7]

"سورۃ محمد کی آیت نمبر دو میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جو ایمان لاتے ہیں نیک عمل کرتے ہیں اور جو کچھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا اسے سچ مانتے ہیں۔ ایسے لوگ اللہ کی رحمت سے گناہوں کی معافی حاصل کرتے ہیں اور ان کے حالات بہتر ہوتے ہیں۔ آیت میں ایمان کا مفہوم صرف زبانی تصدیق تک محدود نہیں، بلکہ عمل کے ذریعے اس ایمان کو ثابت کرنا بھی ضروری ہے اس آیت میں ختم نبوت کا اشارہ بھی ہے کیونکہ ایمان لانے والوں کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو آخری اور قطعیت کے طور پر تسلیم کرنا ضروری ہے۔ اللہ کی معافی اور ہدایت ان لوگوں کے لیے ہے جو اس ایمان اور عمل کے راستے پر چلتے ہیں"۔

نبی اکرم ﷺ کی نبوت کی دلیل اور قرآن بطور ہدایت ونور:

حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قران برحق ہے قرآن مجید میں ارشاد باری تعالی ہے:

"يَاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا "[8]

"اے لوگو! بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک واضح دلیل آچکی ہے اور ہم نے تمہاری طرف ایک روشن نور نازل کیا ہے"۔

تفسیر ثنائی میں اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا امر تسریؒ بیان کرتے ہیں:"کہ قرآن کریم ایک "روشن نور" ہے جو ہر قسم کے شبہات اور اندھیروں کو دور کر دیتا ہے۔ اس میں کسی اور نئی وحی یا نبی کی ضرورت باقی نہیں رہتی، کیونکہ نبی اکرم ﷺ

---

[7] امر تسری، حضرت مولانا ثناءاللہ، تفسیر ثنائی، ۱/۳۴۳۔

[8] القرآن الکریم، ۴:۱۷۴

The Study of Religion and History

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.2 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

کے ذریعے اللہ کی حجت پوری ہو چکی۔ یہ مفہوم در حقیقت ختم نبوت کی طرف بھی ایک واضح اشارہ ہے، کیونکہ اگر کسی اور نبی کی گنجائش ہوتی تو اللہ تعالیٰ قرآن کو "نور مبین" کہنے کے بجائے کسی اور وحی کے امکان کا بھی ذکر فرماتا۔"

"لہٰذا، اگرچہ یہ آیت براہ راست "ختم نبوت" کے ذکر پر مشتمل نہیں۔ مگر اس کا مفہوم اور سیاق و سباق واضح طور پر اس عقیدے کو تقویت دیتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ اللہ کی آخری حجت اور قرآن آخری وحی ہے۔"[9]

ایمان بالوحی، ختم نبوت اور ایمان بالآخرت:

سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۴ ختم نبوت کی واضح دلیل ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"وَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ "[10]

"اور وہ لوگ جو اس پر ایمان لاتے ہیں جو آپ پر نازل کیا گیا اور جو آپ سے پہلے نازل کیا گیا اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔"

مفتی محمد شفیعؒ معارف القرآن میں اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں: "کہ اس میں ایمان کے تین بنیادی عقائد کا ذکر ہے جن میں ایک یہ ہے کہ حقیقی مؤمن وہ ہیں جو "بِمَا اُنزِلَ اِلَیکَ" (جو کچھ آپ پر نازل کیا گیا) پر ایمان رکھتے ہیں۔ اس جملے میں قرآن کریم اور نبی کریم ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کا ذکر کیا گیا جو اس بات کی طرف واضح اشارہ ہے کہ اب ہدایت کا اصل ذریعہ صرف قرآن ہے۔"

"ساتھ ہی "وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ" کہہ کر پچھلی آسمانی کتابوں پر ایمان لانے کی بات کی گئی لیکن یہ ایمان اس شرط کے ساتھ ہے کہ وہ اپنی اصل حالت میں تھیں۔ چونکہ سابقہ کتابیں تحریف شدہ ہو چکی ہیں اب ان پر عمل نہیں کیا جاسکتا بلکہ صرف قرآن ہی محفوظ اور آخری ہدایت ہے۔"

"یہ آیت ختمِ نبوت کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے کیونکہ اس میں وحی کا ذکر عمومی طور پر نہیں بلکہ مخصوص طور پر نبی کریم ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کو محور بنایا گیا ہے۔ اگر نبوت کا سلسلہ جاری رہتا تو یہاں مستقبل کی کسی وحی یا کسی اور نبی کا ذکر ہوتا

---

9 امر تسری، مولانا ثناءاللہ، تفسیر ثنائی، ۱/۳۴۲۔

10 القرآن الکریم، ۲:۴۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.2 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

جو کہ نہیں کیا گیا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اب کوئی نیا نبی نہیں آئے گا اور قرآن ہی آخری آسمانی کتاب ہے جو قیامت تک انسانوں کے لیے ہدایت کا ذریعہ رہے گی۔"[11]

سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۴ میں ان لوگوں کی صفات بیان کی گئی ہیں جو ایمان رکھتے ہیں وہ نہ صرف نبی کریم ﷺ پر نازل ہونے والی وحی (قرآن) پر ایمان لاتے ہیں بلکہ سابقہ انبیاء پر نازل شدہ کتابوں کو بھی تسلیم کرتے ہیں یہ آیت ختم نبوت کی جانب بھی اشارہ کرتی ہے، کیونکہ ایمان بالوحی کا مطلب ہے کہ نبی کریم ﷺ کی نبوت کا سلسلہ مکمل ہو چکا ہے اور اب کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ یہ آیت ختم نبوت کی واضح دلیل ہے

"منافقین کا ایمان کا دعویٰ اور اس کی حقیقت"

قرآن مجید میں اللہ تعالی سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۴ میں فرماتے ہیں

"وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ "[12]

"اور جب وہ لوگ جو ایمان لائے ان سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب اپنی شیاطین سے اکیلے ہوتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو صرف مذاق کر رہے ہیں۔"

سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۴ میں اللہ تعالیٰ نے "منافقین کی حالت کو بیان کیا ہے جو ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر دل سے ایمان نہیں رکھتے۔ یہ آیت اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ وہ لوگ جو صرف زبانی طور پر ایمان لاتے ہیں اور عملی طور پر اس کا اتباع نہیں کرتے اللہ کے حکم سے بے خبر ہیں۔ تفسیر معارف القرآن کے مطابق یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ایمان کا اظہار صرف زبان سے نہیں بلکہ عمل سے بھی ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مثال دی ہے جو دین کی باتیں تو کرتے ہیں، مگر جب ان پر آزمائش آتی ہے تو وہ اپنے وعدے سے پیچھے ہٹ جاتے ہیں اور ایمان کی حقیقت سے انکار کرتے ہیں۔'

مفتی محمد شفیعؒ نے تفسیر معارف القرآن میں اس آیت کی تفسیر میں قادیانیوں کے اس نئے موقف کا بھی ذکر کیا ہے "جس میں وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ختم نبوت کو مانتے ہیں۔ انہوں نے واضح کیا کہ قادیانیوں کا یہ موقف دراصل ایک فریب اور جھوٹ

---

[11] عثمانی، مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، مکتبہ معارف القرآن کراچی، اشاعت اپریل ۲۰۰۸ء، ج ۱، ص ۳۸-۳۷۔

[12] القرآن الکریم، ۲:۱۴۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.4 No.2 2026
ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337

ہے۔ قادیانی حضرات اگرچہ لفظی طور پر ختم نبوت کا ذکر کرتے ہیں لیکن ان کا عقیدہ دراصل اس پر مبنی ہوتا ہے کہ نبوت کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے اور ان کے مطابق مرزا غلام احمد قادیانی کو نبوت کا منصب دیا گیا ہے، جو کہ ختم نبوت کے اصول کے خلاف ہے۔"

مفتی شفیعؒ نے اس بات کو واضح کیا کہ "جو شخص مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانے وہ ختم نبوت کے عقیدے کو نہیں سمجھتا اور حقیقت میں وہ اسلام کے بنیادی عقیدے سے منحرف ہے۔ انہوں نے کہا کہ ختم نبوت کا عقیدہ مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے اور یہ کسی بھی صورت میں تبدیل نہیں ہو سکتا۔ قادیانیوں کا یہ نیا دعویٰ حقیقت میں ان کی منافقت کی علامت ہے کیونکہ وہ اپنے عقائد کے مطابق مرزا غلام احمد کو نبی مانتے ہیں جو کہ مکمل طور پر قرآن اور حدیث کے خلاف ہے۔"[13]

ختم نبوت ایمان کی اصل بنیاد اور اللہ کی مدد کی یقین دہانی:

سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۳۷ میں ارشاد باری تعالی ہے:

"فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ"[14]

"پھر اگر وہ اسی طرح ایمان لے آئیں جیسے تم ایمان لائے ہو تو وہ ہدایت پا گئے اور اگر وہ منہ موڑیں تو بس وہ ضد میں ہیں پس عنقریب اللہ ان (کے مقابلے) میں تمہیں کافی ہو گا اور وہی سننے والا، جاننے والا ہے۔"

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں: "سورۃ البقرہ کی آیت ۱۳۷ بالواسطہ طور پر ختمِ نبوت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ ایمان کی واحد صحیح بنیاد کو واضح فرما رہے ہیں کہ اگر لوگ ویسے ہی ایمان لائیں جیسے نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ ایمان لائے تو وہی ہدایت پر ہوں گے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت تک کے لیے ایمان کا معیار وہی ہے جو نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کا تھا اور اس میں کسی بھی قسم کی نئی نبوت یا نئے عقیدے کی گنجائش نہیں۔"

---

13 عثمانی، مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ۱/۱۲۷۔

14 القرآن الکریم، ۲:۱۳۷۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.2 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۷۰ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا "[15]

"اے لوگو! بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق کے ساتھ رسول آچکا ہے تو تم اس پر ایمان لاؤ یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ اور اگر تم کفر کرو تو اللہ کے لیے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ وہ سب ہے۔ اور اللہ بہت علم والا حکمت والا ہے۔"

سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۷۰ کی تفسیر "تفہیم القرآن" میں مولانا مودودیؒ نے اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: "کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ہدایت کے پیغام کو نبی اکرم ﷺ کے ذریعے انسانوں تک پہنچایا جو اللہ کا آخری پیغام ہے۔ مولانا مودودیؒ کے مطابق اس آیت میں اللہ تعالیٰ لوگوں کو اس بات کی دعوت دے رہے ہیں کہ وہ نبی ﷺ پر ایمان لائیں کیونکہ آپ ﷺ کی ہدایت ہی ان کے لیے کامیابی کا راستہ ہے۔ اس آیت میں یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ اگر لوگ انکار کرتے ہیں تو اللہ کی حکمت اور قدرت کا دائرہ بے حد وسیع ہے کیونکہ تمام کائنات اللہ کے زیر تسلط ہے اور اس کی حکمت و علم پر کسی کا اثر نہیں۔ اس آیت میں ختم نبوت کا مفہوم بھی شامل ہے کیونکہ نبی ﷺ کی بعثت کے بعد کسی دوسرے نبی کی آمد کی گنجائش نہیں"۔[16]

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی حقیقت بتائی ہے جو سچائی اور ہدایت کا پیغام لے کر آئے ہیں۔ ایمان لانا لوگوں کے لیے بھلائی ہے اور کفر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اللہ کا علم ہر چیز پر محیط ہے اور وہ حکمت والا ہے۔ یہ آیت ختم نبوت کی بھی تصدیق کرتی ہے یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اللہ کی طرف سے یہ پیغام مکمل ہو چکا ہے اور لوگوں کے لیے صحیح راستہ ایمان ہی ہے۔ اس میں اللہ کی حکمت اور علم کا اظہار ہے

---

15 القرآن الکریم، ۴:۱۷۰۔

16 مودودی، تفہیم القرآن، ۱/۴۲۷۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.2 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

حضرت محمد ﷺ کی بعثت اور ان کے تعلیمی و تزکیہ کا مشن دلیل ختم نبوت ہے:

سورۃ الجمعہ کی آیت نمبر دو میں اللہ تعالی ختم نبوت کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

"هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ"[17]

"وہی ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے، اور یقیناً وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔"

مولانا مودودی اپنی تفسیر تفہیم القرآن میں اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:"اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی بعثت کا ذکر کیا ہے جس کا مقصد اُمّی قوم (یعنی وہ لوگ جو علم سے محروم تھے) کو قرآن کی تعلیم دینا ان کے دلوں کو پاک کرنا اور ان کو حکمت سکھانا تھا۔ یہ آیت اس بات کو واضح کرتی ہے کہ نبی ﷺ کی آمد سے لوگوں کی فکری اور روحانی زندگی میں انقلاب آیا اور انھیں اللہ کی ہدایت حاصل ہوئی۔ اس میں ختم نبوت کا بھی اشارہ موجود ہے کیونکہ یہ آیت بتاتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے ذریعے اُمّی قوم کی ہدایت مکمل ہوگئی اور اب کسی نئے نبی کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کی تعلیمات تمام انسانوں کے لیے مکمل اور آخری رہنمائی ہیں۔"[18]

قرآن کی حقانیت اور ختم نبوت:

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالی ہے:

" اَفَمَنْ كَانَ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ۭ اُولٰۗىِٕكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۤ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ"[19]

---

17 القرآن الکریم، ۶۲:۲۔

18 مودودی، تفہیم القرآن، ۴۸۸/۵۔

19 القرآن الکریم، ۱۱:۱۷۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337
Vol.4 No.2 2026

"کیا وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے واضح دلیل پر ہو اور اس کے پیچھے ایک گواہ (قرآن) ہو جو اس کی طرف سے ہو اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب ہدایت اور رحمت بن کر آئی ہو کیا وہ (ایسے لوگ) اس پر ایمان لاتے ہیں؟ اور جو کوئی اس کے گروہوں میں سے اس کا انکار کرے تو اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

پس تم اس کے بارے میں شک میں نہ پڑو یہ تمہارے رب کی طرف سے حق ہے لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔" سورۃ ہود کی آیت نمبر ۱۷ کی تفسیر میں مولانا مودودی لکھتے ہیں: "کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ایمان کی بات کر رہا ہے جو اپنے رب کی طرف سے واضح دلیل اور ہدایت پر قائم ہیں۔ یہاں "بیّنہ" سے مراد وہ واضح نشانیاں اور دلائل ہیں جو اللہ نے اپنے رسولوں کے ذریعے انسانوں کو دیے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی آیت میں "شاہد" کا ذکر ہے جس سے مراد قرآن مجید ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دیتا ہے۔ قرآن مجید ایک زندہ معجزہ ہے جو اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے اور اس کی حقانیت پر گواہ ہے۔"

آیت میں "کتاب موسیٰ" کا ذکر کر کے یہ بتایا گیا ہے "کہ تورات بھی اللہ کی طرف سے نازل ہوئی تھی اور وہ بھی ہدایت اور رحمت کا ذریعہ تھی۔ اس طرح قرآن مجید اور تورات دونوں اللہ کی طرف سے ہدایت کا سلسلہ ہیں۔ اس آیت میں ختم نبوت کی طرف بھی اشارہ ہے۔ قرآن مجید کو "شاہد" کہا گیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دیتا ہے۔ قرآن مجید کے بعد کوئی نئی کتاب یا نبی کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ قرآن تمام سابقہ کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور ہدایت کا مکمل اور آخری ذریعہ ہے۔ اس آیت میں جو لوگ قرآن کو مانتے ہیں۔ ان کے ایمان کی تعریف کی گئی ہے اور جو اس کا انکار کرتے ہیں ان کے لیے جہنم کی وعید ہے۔ یہ بات واضح طور پر ختم نبوت کے عقیدے کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور قرآن ہی آخری اور مکمل ہدایت ہے۔"[20]

[20] مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، ۲/۳۳۱۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337
Vol.4 No.2 2026

حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں کامیابی دلیل ختم نبوت:

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالی ہے:

"وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا"[21]

"اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ یقیناً بڑی کامیابی پالے گا۔"

سورۃ الاحزاب کی اس آیت کی تفسیر میں امین احسن اصلاحی فرماتے ہیں:"کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے گا اللہ اس کے اعمال کو درست کرے گا اور اس کے گناہوں کو معاف کر دے گا۔اس کے بدلے میں اسے عظیم کامیابی حاصل ہو گی۔اس آیت میں ایک اہم بات یہ ہے کہ حقیقی فلاح وکامیابی اللہ اور اس

کے رسول کی اتباع میں ہے۔"یہ آیت ختم نبوت کے عقیدہ کو بھی ثابت کرتی ہے کیونکہ اس میں صرف اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا ذکر ہے جو یہ بتاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا اور آپ کی تعلیمات ہی رہنمائی کا واحد

ذریعہ ہیں۔"[22]

سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۷۱ میں ارشاد باری تعالی ہے جو کہ ختم نبوت کا قطعی حکم ہے:

"وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ"[23]

"اور وہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ اپنی رحمت نازل کرے گا بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔"

مولانا امین احسن اصلاحی تدبر قرآن میں رقم طراز ہیں:"کہ سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۷۱ کی تفسیر یہ ہے کہ مومن مرد اور عورتیں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں اچھے کاموں کی ترغیب دیتے ہیں اور برے

---

21 القرآن الکریم،۳۳:۷۱۔

22 اصلاحی، تدبر قرآن، ۶/۲۸۳۔

23 القرآن الکریم،۹:۷۱۔

ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337

کاموں سے روکتے ہیں۔ ان کی یہ صفات اللہ کی رحمت کا باعث بنتی ہیں۔ اس آیت سے ختم نبوت کا بھی اثبات ہوتا ہے کیونکہ اللہ اور اس

کے رسول کی اطاعت کے ذریعے ہی فلاح ملتی ہے اور کوئی نیا نبی نہیں آئے گا"۔[24]

اطاعتِ رسول ﷺ اور عذابِ مخالفت دلیل ختم نبوت

سورۃ التوبہ کی آیت ۶۳ میں ارشاد الٰہی ہے:

"اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ "[25]

"کیا وہ نہیں جانتے کہ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے گا تو یقیناً اس کے لیے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا؟ یہی بہت بڑی رسوائی ہے۔"

پیر کرم شاہ الازہریؒ ضیاء القرآن میں سورۃ التوبہ کی آیت ۶۳ کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا: "کہ جو اس کے رسول کی مخالفت کرے گا وہ جہنم کا مستحق ہو گا اور یہ سب سے بڑی رسوائی ہے۔ یہاں "مَن یُحَادِدِ اللّٰہَ وَرَسُولَہٗ" میں رسول ﷺ کی مخالفت کو اللہ کی مخالفت کے برابر قرار دیا گیا ہے جو اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ آپ ﷺ کی اطاعت ہر حال میں لازم ہے۔ اگر آپ ﷺ کے بعد کوئی اور نبی آنے والا ہوتا تو رسول کی مخالفت کا دائرہ محدود نہ ہوتا۔ بلکہ نئے آنے والے نبیوں کی اطاعت بھی ضروری ہوتی۔ لیکن اس آیت میں رسول ﷺ کی مخالفت کو ہمیشہ کے لیے اللہ کی مخالفت سے جوڑ دیا گیا جو اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ نبوت آپ ﷺ پر ختم ہو چکی ہے اور قیامت تک اب کوئی اور نبی نہیں آئے گا۔"[26]

---

[24] اصلاحی، تدبر قرآن، ۳/۶۰۳۔

[25] القرآن الکریم، ۹:۶۳۔

[26] الازھری، پیر محمد کرم شاہ، ضیاءالقرآن، ۲/۱۸۲۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.4 No.2 2026
ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337

رسول کی اطاعت اور ختم نبوت:

رسول کی اطاعت ختم نبوت کی دلیل ہے سورۃ محمد کی آیت ۳۳ میں اللہ تعالی فرماتے ہیں:

"يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ "[27]

"اے ایمان والو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور اپنے اعمال کو باطل نہ کرو۔"

پیر محمد کرم شاہ الازھری اس ایت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: "کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت مسلمانوں کے اعمال کی قبولیت کی شرط ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو یہ ہدایت دی ہے کہ وہ اپنے تمام اعمال میں اللہ کی رضا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو مقدم رکھیں تاکہ ان کے اعمال ضائع نہ ہوں۔ تفسیر میں وضاحت کی گئی ہے کہ اگر کوئی شخص اللہ کے حکم اور اس کے رسول کی اطاعت میں سستی یا تساہل دکھائے تو اس کے اعمال کا اجر ضائع ہو سکتا ہے۔ اس آیت میں ختم نبوت کا مفہوم بھی واضح ہوتا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کے بعد کسی اور نبی کی پیروی کرنا ایمان کے منافی ہے۔ اس لئے کسی اور نبی کا دعویٰ کرنا دین کے اصولوں کے مخالف ہے۔[28]

ختم نبوت کا منکر کافر ہے:

سورۃ الفتح کی آیت نمبر ۱۳ اس بات کی دلیل ہے جس میں اللہ تعالی فرماتے ہیں:

"وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّاۤ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا "[29]

"اور جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہیں لائے تو ہم نے کافروں کے لیے دہکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔"

تفسیر ضیاء القرآن میں پیر کرم شاہ الازھری نے اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: "کہ اس میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان نہ لانے والوں کے لیے عذابِ الٰہی کی سخت وعید ہے۔ یہ آیت ختم نبوت کے حوالے سے بھی بہت اہمیت رکھتی ہے کیونکہ اس میں ایمان کی بنیاد رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر رکھی گئی ہے اور جو شخص آپ ﷺ کی نبوت کو نہ مانے وہ کافر

---

27 القرآن الکریم، ۴۷:۳۳۔

28 الازھری، کرم شاہ، ضیاء القرآن، ۴/۵۱۷۔

29 القرآن الکریم، ۴۸:۱۳۔

ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337

شمار ہوگا۔اسی طرح اس آیت میں کافروں کے لیے عذابِ جہنم کی دھمکی دی گئی ہے جو کہ اللہ کی جانب سے شدید سزا ہے۔اس کا مقصد لوگوں کو یہ باور کرانا ہے کہ نبوت کا انکار نا قابلِ معافی جرم ہے۔[30]

اس طرح سورۃ الجن کی آیت ۲۳ میں ارشاد الٰہی ہے:

"اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا "[31]

"البتہ (میرا کام) اللہ کی بات اور اس کے پیغامات (لوگوں کو) پہنچادینا ہے (اب) جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی نہ مانے گا اس کے لئے جہنم کی آگ ہے جس میں ایسے لوگ ہمیشہ رہیں گے۔"

پیر کرم شاہ الازہری نے تفسیر ضیاء القرآن میں اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:"کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کا انجام ہمیشہ کے لیے عذابِ دوزخ ہے۔اس کا تعلق ختم نبوت سے بھی ہے کیونکہ اس میں جو شخص رسول اللہ ﷺ کی آخری نبوت کا انکار کرے گا وہ اسی عذاب کا مستحق ہوگا۔انہوں نے اس آیت کو واضح طور پر اس بات کی دلیل کے طور پر پیش کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی بھی نئے نبی کا آنا اللہ کی نافرمانی کے مترادف ہوگا۔اس آیت میں بیان کردہ عذاب اس بات کا ثبوت ہے کہ رسالت کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔[32]

سورۃ الآنفال کی آیت ۲۴ میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے

"يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَ اَنَّهٗۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ"[33]

"اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی پکار پر لبیک کہو جب وہ تمہیں اُس چیز کی طرف بلائیں جو تمہیں زندگی دے اور جان لو کہ اللہ انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور تم سب کو اسی کی طرف جمع کیا جائے گا۔"

---

[30] الازھری، پیر محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، ۴/۵۴۳۔

[31] القرآن الکریم، ۷۲:۲۳۔

[32] الازھری، پیر محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، ۵/۳۹۵۔

[33] القرآن الکریم، ۸:۲۴

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.2 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

علامہ غلام رسول سعیدی رحمتہ اللہ اپنی تفسیر "تبیان القرآن" میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہیں: "کہ اللہ اور اس کے رسول کی پکار پر ایمان لانا انسان کے لیے زندگی کی حقیقت کو سمجھنے اور کامیابی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ یہ آیت مسلمانوں کو یہ تعلیم دیتی ہے کہ وہ دین کی دعوت کو فوری طور پر قبول کریں کیونکہ یہ دعوت ہی انسان کو حقیقی زندگی کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ اس میں یہ بھی ذکر ہے کہ اللہ انسان کے دل کے فیصلوں کو اپنے قبضے میں رکھتا ہے اور اس کی طرف ہی ہر انسان کا حساب ہو گا جو ختم نبوت کے اصول کو مستحکم کرتا ہے کہ آخری ہدایت کا ذریعہ نبی اکرم ﷺ ہیں۔ (34)

سیدنا محمد ﷺ کی نبوت کے صدق پر دلائل:

التوبہ کی آیت ۳۲ میں ارشاد الہٰی ہے:

"يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ" (35)

"وہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھانا چاہتے ہیں حالانکہ اللہ اپنے نور کو مکمل کرنے والا ہے خواہ کافر لوگ کتنی ہی نفرت کریں۔"

علامہ غلام رسول سعیدی رحمتہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "کہ اللہ تعالیٰ کا نور یعنی اسلام کی ہدایت کو کافر جتنا بھی مٹانے کی کوشش کریں اللہ اپنی حکمت کے مطابق اس نور کو مکمل کر کے ہی رہتا ہے۔ اس آیت میں اللہ کے نور سے مراد قرآن اور نبی اکرم ﷺ کی نبوت ہے۔ ختم نبوت کی دلیل اس آیت میں یہ ہے کہ اللہ کے پیغمبر ﷺ کے ذریعے جو نور فراہم کیا گیا، وہ قیامت تک مکمل اور قائم رہنے والا ہے اور کسی بھی صورت میں اس میں کمی نہیں ہو سکتی۔ یہاں اللہ تعالیٰ کی یہ قدرت بھی ظاہر ہو رہی ہے کہ اس کے منصوبے کا نفاذ کائنات کے تمام ردعمل کے باوجود جاری رہتا ہے۔ (36)

---

34 سعیدی، تبیان القرآن، ۴/۵۹۷

35 القرآن الکریم، ۹/۳۲

36 سعیدی، تبیان القرآن، ۵/۱۲۵۔

سورۃ یونس میں حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی صداقت پر بہت ساری آیات میں دلائل موجود ہیں سورۃ یونس کی آیت نمبر ۲۰ میں اللہ تعالی فرماتے ہیں:

"وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ"(37)

"اور وہ کہتے ہیں: اس پر اس کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہ اتاری گئی؟ کہہ دیجیے: غیب تو صرف اللہ ہی کے لیے ہے پس انتظار کرو، میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔"

علامہ غلام رسول سعیدیؒ "تبیان القرآن" میں لکھتے ہیں: "کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ وحی اور معجزات کا اختیار صرف اللہ کے پاس ہے۔ کفار نبی اکرم ﷺ سے کوئی اور نشانی یا وحی مانگتے تھے مگر جواب دیا گیا کہ غیب کا فیصلہ اللہ کے ہاتھ میں ہے، اور اب جو کچھ نازل ہونا تھا وہ مکمل ہو چکا۔ یہ آیت ختم نبوت پر بھی دلالت کرتی ہے کیونکہ اگر بعد میں کوئی اور نبی یا وحی آنی ہوتی تو یہاں اس کا اشارہ دیا جاتا مگر ایسا نہیں کیا گیا۔ بلکہ نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ وہ انتظار کریں یعنی اب مزید وحی یا نبی نہیں آئے گا جو آیا ہے وہی آخری اور مکمل دین ہے۔"(38)

سورۃ یونس کی آیات ۳۷ اور ۳۸ میں اللہ تعالی فرماتے ہیں:

"وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰي مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ"(39)

"اور یہ قرآن ایسا نہیں کہ اللہ کے سوا کوئی اور اسے بنالے بلکہ یہ ان (کتابوں) کی تصدیق کرنے والا ہے جو اس سے پہلے موجود تھیں اور کتاب کی تفصیل ہے اس میں کوئی شک نہیں (یہ) رب العالمین کی طرف سے ہے۔ کیا وہ کہتے ہیں کہ اسے (نبی نے) خود گھڑ لیا ہے؟ کہہ دو: پھر تم بھی اس جیسی ایک سورت لے آؤ اور اللہ کے سوا جسے بلا سکتے ہو، بلا لو، اگر تم سچے ہو۔"

---

[37] القرآن الکریم، ۱۰:۲۰۔

[38] سعیدی، تبیان القرآن، ۵/۳۴۲۔

[39] القرآن الکریم، ۱۰:۳۸،۳۷۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.2 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

علامہ غلام رسول سعیدیؒ اپنی تفسیر "تبیان القرآن" میں سورۃ یونس کی ان آیات کی وضاحت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:" کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کے وحیِ الٰہی ہونے کو قطعی دلیل سے ثابت کیا ہے۔ ان آیات میں یہ اعلان کیا گیا کہ قرآن کسی انسان کا کلام نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہے۔"

قرآن سابقہ وحی کی تصدیق اور مکمل کتاب:

اگر یہ کسی انسان کا کلام ہوتا تو اس میں تضاد اور اختلاف ہوتا جیسا کہ سورۃ النساء میں فرمایا:

"اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِیْهِ اخْتِلَافًا كَثِیْرًا"(40)

"کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یقیناً اس میں بہت کچھ اختلاف پاتے۔"

یہی دلیل ختم نبوت پر بھی دلالت کرتی ہے کیونکہ اگر کوئی اور نبی یا نئی وحی آنی ہوتی تو اللہ تعالیٰ یہاں اس کا ذکر فرماتا مگر فرمایا کہ یہ قرآن مکمل اور آخری کتاب ہے جو سابقہ آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔

خلاصہ:

نبوت اللہ تعالیٰ کی عظیم رحمت اور انسانیت کی ہدایت کا سب سے بلند ذریعہ ہے، تاہم اس کا فیضان اگرچہ قیامت تک جاری رہے گا لیکن خود نبوت کا سلسلہ نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ختم ہو چکا ہے۔ ختمِ نبوت کی متعدد حکمتیں ہیں جنہیں قرآنِ مجید، احادیثِ نبویہ اور اردو تفسیری ادب میں نہایت واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

قانونِ فطرت، مشیتِ ایزدی اور حکمتِ ربانی کا تقاضا یہی تھا کہ نبوت ایک خاص مرحلے پر مکمل کر دی جائے۔ قرآنِ مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام کی بعثت مخصوص حالات اور ضروریات کے تحت ہوتی رہی، مثلاً جب سابقہ تعلیمات مٹ جائیں، ان میں تحریف ہو جائے، ان کا صحیح ابلاغ ممکن نہ رہے یا قوم ان تعلیمات کے فہم و تحمل سے عاجز ہو جائے۔ اسی بنا پر ہر نبی اپنے عہد کے تقاضوں کے مطابق مبعوث کیا جاتا رہا۔

---

40 القرآن الکریم، ۸۲:۴۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.4 No.2 2026
ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337

اجرائے نبوت ایک غیر معمولی امر ہے جس کے لیے عہد و پیمان، بشارات، پیشین گوئیاں، معجزات اور نمایاں اثرات کا پایا جانا ضروری ہوتا ہے۔ قرآنِ مجید کی متعدد آیات اس حقیقت پر شاہد ہیں کہ نبوت کا دعویٰ محض ایک فردی اعلان نہیں بلکہ ایک عظیم الٰہی منصب ہوتا ہے جس کے ساتھ واضح دلائل اور غیر معمولی آثار وابستہ ہوتے ہیں۔

ختمِ نبوت کی حکمت کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ نبوت کو کسبی اور اختیاری نہ بنایا جائے، کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل افراد مخصوص روحانی یا ذہنی کمالات کی بنیاد پر نبوت کے دعوے کرنے لگتے، جس سے دین میں شدید انتشار پیدا ہو جاتا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے نبوت کو خالصتاً وہبی منصب قرار دیا اور نبی اکرم ﷺ پر اس سلسلے کو مکمل فرما دیا۔

منتخب اردو تفاسیر میں مفسرین نے ختمِ نبوت کی حکمتوں کو عقلی، منطقی اور نقلی دلائل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ان تفاسیر کے مطابق نبوت کے اجراء کا مقصد انسانی ہدایت، شریعت کی تکمیل اور اخلاقی و روحانی اصلاح ہوتا ہے۔ جب یہ مقاصد قرآنِ مجید اور تعلیماتِ مصطفوی ﷺ کے ذریعے کامل صورت میں پورے ہو گئے تو نئی نبوت کی ضرورت باقی نہ رہی۔

مزید بر آں، ہر نئی شریعت کے لیے ضروری ہے کہ وہ سابقہ شریعت سے زیادہ جامع، کامل اور مؤثر ہو، لیکن بعد کے مدعیانِ نبوت کے افکار و تعلیمات نہ تو علمی جامعیت رکھتی ہیں، نہ ان کے پاس کوئی معجزاتی دستور موجود ہے اور نہ ہی وہ انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کے لیے مکمل رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اجرائے نبوت کی جن حکمتوں اور شرائط کا ادراک عقلی و سمعی دلائل سے ہوتا ہے، وہ سب بعد کے دعوؤں میں مفقود ہیں۔

لہٰذا قرآنِ مجید، سنتِ نبویہ، اجماعِ امت اور عقلی دلائل کی روشنی میں یہی حقیقت ثابت ہوتی ہے کہ نبوت اپنے کمال کو پہنچ کر نبی اکرم حضرت محمد ﷺ پر مکمل ہو چکی ہے اور اب قیامت تک انسانیت کی ہدایت کا سرچشمہ قرآن و سنت ہی ہیں۔

سفارشات:

1. تعلیمی اداروں میں عقیدۂ ختمِ نبوت کو تفسیری سیاق و سباق کے ساتھ پڑھایا جائے تاکہ غلط فہمیوں کا ازالہ ہو سکے۔
2. اردو تفاسیر میں موجود ختمِ نبوت سے متعلق مباحث کو جدید تحقیقی انداز میں مرتب کیا جائے تاکہ طلبہ کے لیے آسانی پیدا ہو۔
3. علماء اور محققین کو چاہیے کہ وہ بین المذاہب اور داخلی فکری چیلنجز کے جواب میں قرآنی دلائل کو مزید واضح کریں۔

4. نصابِ اسلامیات میں منتخب تفاسیر (خصوصاً تفہیم القرآن، تدبر قرآن، ضیاءالقرآن ا، تبیان القرآن، معارف القرآن اور تفسیر ثنائی)کے اقتباسات شامل کیے جائیں۔
5. ڈیجیٹل میڈیا پر ختم نبوت سے متعلق مستند تفسیری مواد کو عام کیا جائے تاکہ نوجوان نسل تک صحیح معلومات پہنچ سکیں۔
6. تحقیقی سطح پر مختلف تفاسیر کے تقابلی مطالعہ کو فروغ دیا جائے تاکہ فکری ہم آہنگی اور علمی گہرائی پیدا ہو۔